بنت انصاری
خونی کاغذ
ناولز کی دنیا
ZT
Novels Ki Duniya

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

ڈسکرپشن

کہانی ہے قاتلوں کی۔۔۔ جھوٹ کی ، قتل کی ، نفرت کی۔۔۔ کہانی ہے انتقام کی۔۔۔ بدلے کی اور دلی سکون کی۔۔۔ کہانی ہے محبت سے انجان اور نفرت سے بھرپور دو لوگوں کی۔۔۔

خونی کاغذ

از قلم: بنتِ انصاری

باب نمبر 1: خنجر

فرانس کے شہر پیرس میں اس وقت ایک سرمئی شام اتری تھی۔ اوبرکیمف اسٹریٹ پر ایک گاڑی بہت تیزی سے رواں دواں تھی۔ گاڑی میں سوار شخص کے چہرے کے تاثر بتا رہے تھے کہ اسے کوئی پریشانی ہے۔ اس نے اچانک ایک فلیٹ کے سامنے گاڑی روک دی۔ اس کی نیم پلیٹ پر کریم ہائیٹس لکھا تھا۔ وہ گاڑی سے اترا اور فورا اس فلیٹ میں داخل ہوگیا۔ اس نے داخل ہوتے ہی سکھ کا سانس لیا۔

"سر آپ کو کچھ چاہیے؟" اسکی ملازمہ میری فورا اسکے پاس آئی

"میں اپنے کمرے میں جارہا ہوں تم ایک گلاس جوس لے آؤ" وہ اسے حکم کرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

کمرے میں جاتے ہے اس نے اپنے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور موبائل پر ایک نمبر ملایا۔ دوسری جانب سے جلد ہی کال اٹھا لی گئی۔

"ہیلو زیبا۔۔۔ کہاں ہو تم؟"

"میں گھر پر ہی ہوں۔ ابھی مال سے آئی ہوں۔ کیوں کیا ہوا؟ پریشان لگ رہے ہو۔" دوسری جانب سے زنانہ آواز گونجی۔

"مجھے تم سے ملنا ہے ابھی اور اسی وقت۔۔ تم مجھے بیمبیمو بار میں مل سکتی ہو؟" اس نے سارے سوال نظر انداز کرکے اپنی بات کہی

"ہاں اوکے میں دس منٹ میں پہنچتی ہوں۔ بائے" دوسری جانب سے کال کاٹ دی گئی

وہ دونوں اس وقت بیمبیمو بار میں موجود تھے۔ ہر طرف ہلکی ہلکی موسیقی بج رہی تھی جو ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی مگر ان دونوں کے چہرے پر بے حد پریشانی تھی

"مطلب آج اس گاڑی نے پھر تمہارا پیچھا کیا؟" زیباالنسا نے سلش سائیڈ کرتے ہوئے پوچھا

"ہاں۔۔مگر وہ میرا پیچھا کر کیوں رہا ہے؟اس گاڑی کی نمبر پلیٹ بھی نہیں ہے پھر بھی اسے کوئی پکڑ نہیں رہا۔اور ڈرائیور بھی ماسک لگایا ہوتا ہے شکل نہیں دکھ پاتی۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کروں؟؟"اس لڑکے نے بے چینی سے ایک ہاتھ سر پر رکھا

"تم فکر مت کرو آدم۔۔کچھ نہیں ہوگا۔اور شادی میں ایک ہی ہفتہ باقی ہے پھر ہم دونوں پیرس ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں گے بس۔۔"زیبا نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے ہمت دلائی۔آدم نے فقط سر ہلا دیا۔

چیمپس الائیسس ایونیو میں موجود اس شاندار بوتیک میں گہما گہمی تھی۔چاروں طرف کلائنٹس کا رش تھا۔ان سب میں ایک باوقار شخصیت وائیٹ لانگ کوٹ اور بلیک جینس پہنے،کانوں میں چمکتے ہوئے آویزے لٹکائے ورکرز کو ہدایت دے رہی تھی۔اس نے اپنے گھنگریالے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔اسے محسوس ہوا کہ باہر سے اسے کوئی مسلسل دیکھ رہاہے۔باریک ہیل پہنے وہ چلتے ہوئے مین ڈور تک آئی۔وہاں ایک شخص ماسک لگائے کھڑا تھا۔اس نے اس نقاب پوش کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ چلا گیا۔وہ دوبارہ اندر آئی،اسٹاف کو کچھ ہدایت دی اور باہر نکل گئی۔گاڑی میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو قریبی کیفے جانے کا بولا۔

اس نے کیفے میں داخل ہو کر آس پاس نظر دوڑائی۔اسے وہ نقاب پوش ایک ٹیبل پر بیٹھا نظر آیا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس تک پہنچی۔

"کیا کام تھا؟" اس نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ بتانا تھا تمہیں۔ تم سن کر خوش ہو جاؤ گی۔" اس لڑکے نے کہا۔

"اچھا ایسی بھی کیا بات ہے؟" اس نے تشویش سے پوچھا۔

"وہ مکمل طور پر ڈر چکا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس نے کمپلین بھی نہیں کی اب تک۔ ہمارا کام آسان ہوگیا ہے۔ اب بس سہی وقت کا انتظار ہے اور کام ختم۔۔۔" ماسک والے بندے نے کہا

"واقعی۔۔۔ یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔ اب بس مجھے بے صبری سے انتظار ہے اس وقت کا جب میں اپنا بدلہ لے سکوں" اس لڑکی کی آنکھوں میں ایک آگ جل رہی تھی۔ انتقام کی آگ۔۔۔

"ویسے تمہارا باس کچھ زیادہ ہی مہربان نہیں ہوتا تم پر، جب دیکھو ریسٹورنٹ کے بجائے سڑکوں پر پھر رہے ہوتے ہو۔۔ وہ پیسے کس کام کے دیتا ہے تمہیں؟" اب کے بار وہ انداز تبدیل کرتے ہوے بولی

"کیا ہوگیا ہے یار۔۔ ہر وقت تو میں وہاں کی گندی ٹیبلز صاف کرتا رہتا ہوں۔۔ بریک کے ٹائم پر ہی فری ہوتا ہوں ورنہ اکثر تو وہ کھڑوس اس وقت بھی روک لیتا ہے کہ برتن دھو کر جانا۔۔ ابھی بھی بہت منتوں کے بعد اس نے آدھے گھنٹے کا بریک دیا ہے۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔

"اچھا اچھا بھئی مان لیا کہ بہت کام کرتے ہو تم، اب کھانا کھاؤ مجھے بھی واپس بوتیک جانا ہے" وہ لڑکی بات ختم کرتے ہوئے بولی

رات آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی۔ گھڑی کی سوئیاں آٹھ بجنے کی اطلاع دے رہی تھیں۔ اس وقت اس معمولی سے فلیٹ میں ایک لڑکی ایپرن پہنے، اپنے گھنگریالے بالوں کو پونی میں مقید کیے کچن میں کھڑی کیک بیک کررہی تھی۔ کچن کے برابر میں موجود ڈرائنگ روم میں ایک لڑکا کچھ کاغذات پھیلائے بیٹھا تھا۔ وہ ان پر کبھی کوئی مارک لگاتا تو کبھی کچھ لکھتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی ہاتھ میں کیک کی ٹرے پکڑے اس تک آئی۔

"کل تک کام ہو جائے گا نا؟"

"تمہیں مجھ پر یقین ہے نا!! وعدہ کرتا ہوں کل کی رات اسکی آخری رات ہوگی۔۔۔" اس نے کاغذ پر سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ لڑکی بے چینی کی حالت میں اب بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا غاضفہ؟ کوئی اور بات بھی ہے؟ مجھ سے شیئر کرسکتی ہو کیا بات ہے؟" اب وہ مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ تھا

"تحسین مجھے ابھی خوش ہونا چاہیے کیونکہ کل میں اسے اسکے انجام تک پہنچا دونگی۔ جس شخص کی وجہ سے میری اور ماں کی اتنی بدنامی ہوئی، میری ماں اس دنیا سے چلی گئی، کل میں اپنے سارے بدلے پورے کرلونگی مگر۔۔۔ مگر ایک بے چینی سی ہورہی ہے۔ اس پورے پیرس میں میری اور تمہاری اصل شناخت سے کوئی واقف نہیں ہے، سب مجھے ایک بہت بڑی فیشن ڈیزائنر، بوتیک کی اونر، "غاضفہ ملک" کے نام سے جانتے ہیں اور تمہیں ایک چھوٹے موٹے سے ریسٹورنٹ میں کام کرنے والا معمولی سا ورکر "حماد قریشی"، مگر اصل میں ہم کون ہیں؟؟ ایک برائی۔۔ ایک گینگسٹر ہیں ہم

دونوں۔۔۔ قاتل، فریبی اور پتا نہیں کن کن ناموں سے نوازے گی یہ دنیا جب اسے ہماری اصلیت پتا چلے گی۔ مجھے کسی سے ڈر نہیں لگتا، اگر ڈر ہے تو صرف یہ کہ میں اپنے اصل روپ میں اس دنیا کا سامنا کیسے کرونگی؟؟؟ ابھی میں سب کے سامنے بہت وقار اور شان و شوکت کے ساتھ چلتی ہوں مگر اس وقت کیسے؟؟؟۔۔۔ "آج کافی دنوں بعد اس نے اپنے دل کا حال بیان کیا تھا

"غاضفہ!! میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری حالت مگر یہ وقت ان سب چیزوں کا نہیں۔۔ ابھی اس وقت کو آنے میں بہت دیر ہے۔۔ ان سب سے پہلے بھی بہت کچھ باقی ہے!!!" وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دلاتے ہوئے بولا

"اچھا چلو اب کیک کھاتے ہیں آخر اتنی بڑی ڈیزائنر نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے تو کھانا تو بنتا ہے" تحسین نے ایک چھوٹا سا پیس کٹ کیا اور پہلے غاضفہ کو کھلایا پھر خود کھایا

وہ آج صبح سے ہی کاموں میں مصروف تھی۔ دو دن بعد گھر میں شادی کے فنکشن شروع تھے۔ وہ ابھی بھی ڈیزائنر کے پاس سے اپنا قیمتی جوڑا لے کر آئی تھی۔ ابھی وہ صوفے پر بیٹھے جوس پی رہی تھی کہ اسکے نمبر پر آدم کی کال آنے لگی۔ اس نے فورا سے کال ریسیو کرلی۔

"ہاں ہیلو!! کہاں ہو تم؟ صبح سے تمہارا نمبر ٹرائی کررہی ہوں" اس نے فورا سے سوالات شروع کردیے

"زیبا میں کام سے آوٹ آف ٹاون گیا ہوا تھا اور موبائل میں چارج بھی ختم ہوگئی تھی۔ تمہیں کوئی کام تھا؟؟" دوسرے جانب سے آدم کی تھکی تھکی سی آواز آئی

"نہیں۔۔ کوئی کام تو نہیں تھا مگر۔۔ اس گاڑی نے پھر تمہارا پیچھا کیا؟"

"نہیں اسکے بعد سے تو وہ نظر نہیں آئی۔۔۔ کیوں کوئی بات ہے؟" آدم نے تشویش سے پوچھا

"آج میں اپنا ڈریس لینے بوتیک گئی تھی۔ وہاں سے واپسی پر ایک گاڑی نے میرا پیچھا کیا۔ اسکی بھی کوئی نمبر پلیٹ نہیں تھی اور اسکے ڈرائیور نے بھی ماسک لگا رکھا تھا۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے آدم۔ آخر ہے کون وہ شخص؟" زیبا نے تھکن سے آنکھیں بند کرلیں

"میرا خیال ہے کہ وہ صرف ہمیں ڈرانا چاہتا ہے ورنہ اگر اسکا مقصد ہمیں نقصان پہنچانا ہوتا تو وہ کب کا کچھ کرچکا ہوتا۔ لیکن اس نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ یہ لمحے بہت قیمتی ہیں، انہیں خوشی سے جیو۔ بار بار یہ وقت نہیں آتا" آدم نے اتنا کہہ کر کال کٹ کردی۔ دوسری جانب زیبا بھی آرام کی غرض سے اپنے کمرے کی طرف چل دی

رات چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ کریم ہائیٹس میں اس وقت شادی کی تیاریاں زوروشور سے چل رہی تھیں۔ مہمانوں کا گھر میں ڈیرا تھا۔ آدم کی ماں بھی خوشی سے سب مہمانوں کی تواضع کررہی تھی۔ لاؤنج میں موجود دس بارہ لڑکیاں تیز آواز موسیقی پر ڈانس پریکٹس کررہی تھیں۔ آدم ہلکی آواز میں ٹی وی پر نیوز دیکھ رہا تھا۔ اچانک ڈور بیل بجی۔ ملازم نے آکر اطلاع دی کہ کوئی آدم کو بلا رہا ہے۔ آدم جب باہر گیا تو وہاں کوئی نہیں تھا جبکہ اسے اپنے پیچھے کسی کا سایہ محسوس ہوا۔

"Who's there?" آدم نے سایہ کی طرف منہ کرکے پوچھا

"Your death is near..."سایہ کی طرف سے ہلکی سی آواز آئی۔

اس سے پہلے کہ آدم مزید کچھ کہتا پیچھے سے کسی نے اسکی پیٹھ میں خنجر سے وار کردیا۔

ایک۔ دو۔۔ تین۔۔۔اور ختم۔۔

آدم کی سانسوں کی ڈور ٹوٹ چکی تھی۔ وہ سایہ اب ایک انسان میں ڈھلتا چلا گیا۔ وہ وہی ماسک والا بندہ تھا جو آدم کا پیچھا کرتا تھا۔ تحسین مراد عرف حماد قریشی

اور جس نے اسکی پیٹھ میں تین بار خنجر گھونپا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ "**دی گریٹ ڈیزائنر، غاضفہ ملک**" تھی۔

جاتے جاتے تحسین واپس پلٹا۔ وہ اب کیا کرنے والا تھا؟ وہ لاش کے قریب گیا، ایک سرنج نکالی اور آدم کی نبض میں ڈال دی۔ اس نے وہ پورا انجیکشن آدم کے خون سے بھر دیا۔ پھر اسے حفاظت سے بند کیا اور جیب میں رکھتا ہوا چل دیا۔

وہ دونوں اب وہاں سے جاچکے تھے۔ کسی کو کان و کان خبر نہیں تھی کہ پیرس کی اس سنسان سڑک پر ہونے والے اس قتل کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟

جس گھر میں آج مہندی کا فنکشن ہونے والا تھا ابھی وہاں پر ہر طرف کہرام مچا ہوا تھا۔ دیواروں پر لگے پھول ابھی تک کھلے ہوئے تھے۔ میت کے ایک طرف آدم کی ماں بیٹھی زاروقطار رو رہی تھی اور دوسرے جانب زیبالنسا صدمے کی حالت میں بیٹھی تھی۔ آج جسکے نام کی مہندی وہ اپنے ہاتھوں پر

لگانے جارہی تھی ، ابھی اسی کے نام کا سوگ منا رہی تھی۔ جس دن آدم نے دولہا بننا تھا اس دن اسکا جنازہ اسکے گھر میں سجا رکھا تھا۔

دوسری جانب اس خالی کمرے میں ایک کونے میں غاضفہ وہ آدم کے خون سے بھری سرنج لیے بیٹھی تھی اور تحسین اسکے عین سامنے بیٹھا سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد غاضفہ نے سامنے دراز سے ایک خالی کاغذ اور ایک نیا قلم نکالا۔ آہستہ آہستہ اس نے وہ خون اس قلم میں ڈال دیا۔ دیکھنے میں وہ سرخ سیاہی معلوم ہوتی تھی لیکن اصل میں تو وہ لہو تھا۔ اب اس نے اس خالی کاغذ پر لکھنا شروع کیا

تو وہ لہو تھا۔ اب اس نے اس خالی کاغذ پر لکھنا شروع کیا۔ خون سے لکھی گئی سرخ تحریر۔ اس نے دو سطور لکھی اور لہو کو سوکھنے کی غرض سے کاغذ وہیں چھوڑ دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ تحسین نے ایک نظر اس خونی کاغذ کو دیکھا۔

رات کے تین بج رہے تھے۔ غاضفہ اپنے کمرے کی لائٹس بند کیے بیٹھی تھی۔ وہ سکون میں تھی لیکن یہ سکون مکمل نا تھا۔ اسے ابھی اور بھی بہت کچھ کرنا تھا اپنی بے سکونی دور کرنے کے لیے۔ وہ برے کام نہیں چاہتی تھی مگر اسکے پاس کوئی اور رستہ بھی نا تھا۔ وہ بری نہیں تھی اسے برا بننا پڑتا تھا۔ وہ خود بھی برا بننا نہیں چاہتی تھی۔ وہ کیا چاہتی تھی؟ انتقام ، جنون ، بدلہ۔۔۔ لیکن ابھی بھی اسکی زندگی کے کچھ برے کام باقی تھے۔ ابھی بھی اسکی زندگی باقی تھی۔۔۔

باب دوم: تڑپ

یہ دنیا ہے

یہاں انسان ہوتے ہیں

انسانوں کو محبت بھی ہوتی ہے

مگر صرف محبت ہی نہیں

انہیں نفرت بھی ہوتی ہے

جیسے محبت میں تڑپ ہوتی ہے

بالکل ویسے ہی، ہاں ویسے ہی

نفرت میں بھی تڑپ ہوتی ہے

حریف کو انجام تک پہنچانے کی

یہ تڑپ کی آگ بہت گرم ہوتی ہے

اکثر تو یہ بجھ جاتی ہے

مگر ہر بار نہیں

کبھی کبھی یہ جلا دیتی ہے

اور بربادی کی طرف دھکیل دیتی ہے

آدم کی موت کو ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ سب کی زندگیاں آہستہ آہستہ نارمل ہورہی تھیں۔ آدم کے گھر والے بھی جوان بیٹے کی موت کے غم کو بھلانے کی کوشش کررہے تھے۔ انہوں نے کسی بھی قسم کی قانونی کاروائی سے منع کردیا تھا۔

زیبالنسا ایک ماہ تک گھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔ وہ آدم کی موت کو قبول نہیں کر پارہی تھی۔ اسکے دماغ میں صرف ایک ہے بات تھی کہ آدم کا قتل اس ہی نے کیا ہے جو اسکا پیچھا کرتا تھا۔ لیکن وہ کسی کو بتا نہیں سکتی تھی۔ اسکے پاس ایسا کوئی ثبوت نا تھا۔ اسے خاموش رہنا پڑ رہا تھا۔

اور وہ خود بھی کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ بہت مشکل سے سب اپنی زندگیوں کی طرف واپس آرہے تھے۔ وہ پھر سے انہیں کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ ایک بار پھر انکی زندگیاں کتنے مشکل وقت سے گزرنے والی تھیں۔۔۔

اس چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں حماد قریشی ایک ٹیبل کو صاف کررہا تھا۔ اچانک اسکا موبائل وائبریٹ ہوا۔ کسی **جی ایم** کے نمبر سے کال آرہی تھی۔ اس نے کال کٹ کردی اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ موبائل پھر سے وائبریٹ ہونے لگا۔ کچھ دیر تو اس نے اگنور کیا مگر پھر کال اٹھا لی۔

"تم سے کہا ہے نا ورکنگ ٹائم پر کال مت کیا کرو!"حماد نے بیزار سا کہا

"تمہارے ورکنگ ٹائم سے زیادہ میری بوتیک امپورٹنٹ ہے۔۔اگر میں نے تمہیں اس وقت کال کی ہے تو یقیناً کوئی بات ہی ہو گی"غاضفہ نے جواب دیا

"اچھا یار اب بتاؤ بھی کیا ہوا؟"

"آج گھر جلدی آجانا کچھ بات کرنی ہے تم سے پلان بی کے بارے میں۔ آٹھ بجے اگر تم گھر میں موجود نا ہوئے تو پھر گھر سے باہر ہی رہنا"غاضفہ نے اتنا کہہ کر فون کٹ کر دیا

"عجیب بندی ہے۔۔ہر وقت رعب جماتی رہتی ہے!!"حماد فون کو دیکھ کر منہ بناتے ہوئے بڑبڑانے لگا

ایک خوفناک شام:

کچھ تو بات تھی اس شام میں جو ہر کسی کا دل اداس تھا۔زیبا آج کافی دنوں بعد گھر سے نکلی تھی۔وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایک کیفے میں داخل ہوئی تھی کہ کسی لڑکی سے اسکی ٹکر ہوئی۔وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ جی ایم تھی۔تصادم کے دوران اس نے ایک پرچی زیبا کے بیگ میں ڈال دی اور پھر معذرت کر کے آگے نکل گئی۔

دو دن بعد:

وہ دو دن زیبا کے لیے بہت جلدی گزرے مگر دوسری طرف تحسین مراد اور غاضفہ ملک کے لیے یہ سب سے طویل دن تھے۔ اور طویل ہونے بھی تھے کیونکہ بدلہ لینے کی تو سب کو ہی جلدی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

رات کے دو بجے:

زیبا سو رہی تھی کہ کسی انجانے نمبر سے میسج آیا۔ اس نے میسج کھولا تو اس میں لکھا تھا:

If you want to know who is your and his enemy, then come .out, but the condition is that you will come alone. I will wait

"Murderer of your ADAM"

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ نا جاتی مگر اس وقت پتا نہیں اس نے کیا سوچا اور وہ اٹھ کر باہر کی جانب چل دی۔

اس نے باہر جاکر دیکھا تو وہاں کوئی نا تھا۔ اس نے آواز لگائی

"..Where are you man?show yourself...I am here"

پیچھے سے آواز آئی

"I am here behind the car"

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔وہاں ایک کالے رنگ کی سیویک کھڑی تھی۔اس نے پیچھے جانے کے لیے قدم بڑھائے۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں پہنچتی، کسی نے اسے گاڑی کے اندر کھینچ لیا۔اس سے پہلے کہ وہ چیختی، اسے بے ہوش کر دیا گیا۔پھر سے ایک جرم تکمیل پا چکا تھا۔۔

اگلی قیامت خیز صبح:

ملازمہ جب زیبالنسا کو جگانے اسکے کمرے میں آئی تو وہاں کوئی نا تھا۔اس نے جاکر زیبا کی ماں کو بتایا۔جب وہ آئیں تو وہ بھی اسے وہاں نا پاکر پریشان ہوئی۔انہوں نے اسکی الماریاں وغیرہ چیک کیں، وہاں بھی کچھ نا ملا۔

جب انہوں نے اسکا بیگ چیک کیا تو اس میں سے ایک پرچی برآمد ہوئی۔انہوں نے وہ پرچی کھولی، اس میں لکھا تھا: **"سوری ماں، مگر میں ان سب سے دور جانا چاہتی ہوں۔۔۔میں جہاں جارہی ہوں، میں وہاں بالکل محفوظ ہوں۔۔۔کوئی مجھے کچھ نہیں کرسکتا۔۔۔میں آدم کی یادوں سے آزاد ہونا چاہتی ہوں۔۔۔پریشان نا ہونا، میں کبھی واپس نہیں آؤں گی۔۔۔**

فقط، زیبالنسا۔۔۔"

تحریر پڑھ کر زیبا کی ماں زمین پر گر گئی۔ملازمہ نے انہیں پانی دیا اور تسلیاں دینے لگی۔

ایک ماں کے دل سے کوئی پوچھے کہ کیسا محسوس ہوتا ہے جب اسکی اولاد اس سے بچھڑتی ہے۔اسکے جگر کا ٹکڑا جسے وہ بہت نازوں سے پالتی ہے، جب اس سے جدا ہوتا ہے تو اس ماں کے دل پر کیا بیتتی ہے۔اسی لیے تو ماں کا رتبہ اور پیار اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے۔۔۔

--------------------------

اندھیرے کمرے کے اندر ایک لڑکی بے جان سی کونے میں پڑی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک لڑکی تھی جو اندر آئی تھی۔ اسکے ہاتھ میں ایک کانچ کی بوتل تھی جس میں کوئی لیکوڈ موجود تھا۔ وہ اندر آئی اور اس لڑکی کے عین سامنے بیٹھ گئی۔ اس لڑکی نے سر اٹھا کر دیکھا تو دوسری لڑکی نے بولنا شروع کیا۔

"زیبالنسا!!!جان لیا تم نے کہ کس نے مارا تھا آدم کو؟؟"وہ کچھ لمحے کے لیے ٹھہری۔ زیبا بالکل ششدر تھی

"ارے بولو نا!چپ کیوں ہو؟شاکڈ ہو کہ میری اس سے بھلا کیا دشمنی تھی جو میں نے اسے مار دیا؟چلو بتاتی ہوں میں پر کیا تم سن سکوگی؟؟"وہ اس کے قریب آکر بولی

"تو سنو زیبالنسا کہ جس آدم سے تمہاری شادی ہونے والی تھی اس آدم کے لیے کبھی میں بھی دلہن بنی تھی۔۔۔میری شادی ہونے والی تھی اس سے!!!میں اور میری ماں بارات کا انتظار کررہے تھے مگر۔۔۔"اس نے بہت سے آنسو اپنے اندر اتارے۔۔

"مگر بارات نا آئی۔۔اس نے عین شادی کے وقت رشتے سے انکار کردیا جسکے صدمے سے میری ماں اس دنیا سے چل بسی!!"

"اور اس انکار کی وجہ بنی تم!!!تم زیبالنسا تم!!! تمہاری خوبصورتی دیکھ کر وہ تمہارا دیوانہ ہوگیا اور اس نے مجھے ٹھکرا دیا۔۔۔مجھے ٹھکرائے جانے کا غم نہیں ہے لیکن اس بات کا غم ہے کہ آدم کی وجہ سے میں نے اپنی ماں کو کھو دیا"

"اسے تو میں نے انجام تک پہنچا دیا پر اب تمہاری باری ہے!!مرتا تھا نا وہ تم پر،اس لیے تمہیں بھی بہت ناز تھا اپنے اس حسین مکھڑے پر؟پر جب یہ حسن ہی نہیں رہے گا تو کیا کروگی؟؟؟"اس نے طنزیہ انداز میں کہا

"آج میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ نا تو تم زندوں میں شمار ہوگی اور نا ہی مردوں میں!!!تمہیں اس قدر تڑپاؤں گی کہ تمہیں اپنی زات پر ترس آئیگا!!!تم رو رو کر مجھ سے موت مانگو گی مگر میں تمہیں زندگی اور موت کے بیچ چھوڑ دوں گی!!!"

آج غاضفہ ملک کی آنکھوں میں وہ نفرت تھی جو پہلے کبھی کسی نے نا دیکھی تھی۔

"پپ۔۔پلیز۔۔مجھے چھ۔۔چھوڑ دو۔۔۔میری ماں پریشان ہو۔۔ہوگی"زیبا نے بہت مشکل سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی

"ارے ارے فکر مت کرو۔۔تمہاری ماں جانتی ہے کہ تم جہاں بھی ہو بہت خوش ہو۔اور ہاں!!یہ ہرگز مت سوچنا کہ میں تمہیں اتنی جلدی مار دوں گی۔مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے اسلیے میں تمہیں نہیں مار سکتی کیونکہ،،،میری سانسیں تمہاری سانسوں کی محتاج ہیں!!!"

غاضفہ نے اتنا کہہ کر اپنے ہاتھ میں پکڑی بوتل کا کیپ کھولا اور اس لیکوڈ کو زیبا کے منہ پر پھینک دیا۔۔ جس کے بعد ایک دل خراش چیخ گونجی۔ تیزاب کی وجہ سے زیبا کا پورا منہ جل چکا تھا۔ غاضفہ آرام سے اٹھی اور باہر نکل گئی۔

"وہ مرنی نہیں چاہیے!! مجھے وہ زندگی درکار ہے!!"

اس نے کسی کو کال کر کے تاکید کی۔

اب شاید غاضفہ ملک کو سکون آجانا تھا مگر ابھی بھی کچھ تو تھا جو اس نے زیبالنسا کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔۔۔

باب سوئم: تماشا

کیا سب کہانی محبت کی ہوتی ہے؟

نہیں؛ کچھ نفرت کی بھی ہوتی ہیں

کچھ آتش کی بھی ہوتی ہیں

سب کہانی کی ہیپی اینڈنگ نہیں ہوتی؛

اور سب کہانی کی اینڈنگ بھی نہیں ہوتی

کچھ ادھوری رہ جاتی ہیں ہمیشہ کے لیے

دنیا کی نظر میں تماشا بن کر۔۔۔

اندھیری رات،،،گھڑی تین بجنے کا بتا رہی ہے،،،دھواں دار بارش ہورہی ہے،،،کوئی خوش ہے تو کوئی اداس ہے،،،

پر ان سب سے بے خبر فلیٹ کے بند کمرے میں بیٹھے دو گینگسٹرز نہ تو خوش ہیں نہ ہی دکھی۔ کچھ عجیب ہی کیفیت ہے ان دونوں کی۔

"آج کیا تاریخ ہے تحسین؟"غاضفہ نے سرسری سے انداز میں پوچھا

"13 دسمبر ہے۔ کیوں کیا ہوا؟"تحسین نے بدلے میں اس سے سوال کیا

"کل ماں کی برسی ہے۔۔"بہت ٹوٹا ہوا لہجہ تھا اسکا

"ہاں یاد ہے مجھے۔"کچھ لمحے کو رکا وہ

"تمہاری تو وہ ماں تھیں پر میری۔۔میری تو وہ کچھ نہیں لگتی تھیں۔ میرا کوئی خونی رشتے نہیں تھا ان سے پر بھی ایک الگ ہی انسیت تھی مجھے ان سے"تحسین نے قرب سے آنکھیں میچ لیں

"میں گیارہ سال کا تھا جب ماما نے خودکشی کرلی۔ بابا بھی مجھے چھوڑ کر اپنی دوسری بیوی اور بیٹے کے پاس چلے گئے۔ سارہ خالہ ہی تھیں جنہوں نے مجھے سنبھالا تاکہ میں غلط رستوں پر نہ نکل جاؤں مگر گمراہ ہونے کے لیے صرف نشہ، جوا یا زنا ہی نہیں ہوتا، بلکہ جنون اور نفرت بھی گمراہی کے راستے پر لے جاتی ہے"اپنے ماں باپ کے ذکر پر کچھ عجیب سا تھا اسکے لہجے میں

"تمہیں یاد ہے جب تم پہلی بار ہمارے گھر آئے تھے تو ہماری کتنی لڑائی ہوئی تھی"غاضفہ مسکراتے ہوئے بولی

"ہاں۔۔اور تم نے میرے سر پر گلدان بھی مار دیا تھا جسکے بعد میں نے تمہاری ساری اسکیچ بکس پھاڑ دی تھیں"تحسین ہنستے ہوئے بولا جس پر غاضفہ بےاختیار ہنسی تھی

"تم جانتی ہو تم آخری بار کب اس طرح ہنسی تھی؟"تحسین اسے دیکھتے ہوئے بولا

"نہیں۔۔شاید ماں کی موت سے پہلے۔کیونکہ اسکے بعد تو میں نے دل سے ہنسنا مسکرانا ہی چھوڑ دیا"اسکا انداز اچانک بدلا تھا

"ہاں۔۔آنٹی کی ڈیتھ سے ایک رات پہلے جب ہم مووی دیکھنے گئے تھے"تحسین یاد کرتے ہوئے بولا

"تمہیں پتا ہے حماد!میں بدلنا نہیں چاہتی تھی پر پتا نہیں کیوں میں بدل گئی کیونکہ بات جب اپنوں پر آتی ہے تو ہر کوئی بدل جاتا ہے"

آج کافی دنوں بعد وہ اپنے جذبات کا اظہار کررہی تھی۔اور کافی دنوں بعد ہی وہ اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی ورنہ اس نے پہلے والی غاضفہ کو یاد کرنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ جب بھی اپنا ماضی یاد کرتی،تو وہ ایک ایسے اندھیر قبر میں جا گرتی تھی جہاں سے وہ لوٹ نہ پاتی۔۔

"میں نے بوتیک بند کردی"اس نے لمبی سانس ہوا میں تحلیل کی

"واٹ!!پر کیوں؟؟؟"تحسین چونک کر سیدھا ہوا

"بس اب دل اٹھ گیا ہے اس دنیا سے۔۔۔"

"غاضفہ۔۔کوئی پریشانی ہے؟"اب کی بار وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا

"پریشانی نہیں ہے۔۔یا شاید ہے پر محسوس نہیں ہورہی کیونکہ اب تو عادت ہوگئی ہے نہ"

تحسین اسکے بدلے رویے پر حیران تھا کیونکہ وہ کبھی ایسے مایوسی والی بات نہیں کرتی تھی

"تم نے وہ سیریز دیکھی ہے، "**دا میریکل**" اس میں دو جڑواں بھائی ہوتے ہیں جن میں سے ایک کو بچپن میں کینسر ہو جاتا ہے اور وہ مرجاتا ہے۔۔اور پھر اسکا دوسرا بھائی جو زندہ ہوتا ہے وہ ڈاکٹر بنتا ہے صرف اس لیے کیونکہ وہ اپنے بھائی کو نہیں بچا پاتا پر وہ دوسرے بچوں کو بچانا چاہتا ہے۔۔"

"ہاں پر یہاں اس سیریز کی کیا بات؟" تحسین نے نا سمجھی سے پوچھا

"اسکا بھائی مرتا ہے اس لیے وہ دوسروں کو بچاتا ہے تاکہ کوئی دوسرا اس تکلیف سے نہ گزرے جس سے وہ گزرا۔۔۔پر ہم، ہمارے بہت عزیز رشتے ہم سے جدا ہوئے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے کو بھی وہ تکلیف ہو جو ہمیں ہوئی تھی۔۔"وہ کچھ لمحے کے لیے ٹھہری

"And this is the two different ideology of human"

"میں تمہاری بات پر اکتفا کرتا ہوں پر ان کے درمیان ایک فرق ہے جسے شاید تم نے نظر انداز کردیا۔۔اور وہ یہ کہ اس لڑکے پر آئی مصیبت خدا کی طرف سے تھی۔۔۔پر ہم جس تکلیف سے گزرے وہ اللہ کے بندوں کی پیدا کردہ تھیں"تحسین نے دلیل پیش کی۔

"نہیں۔۔تم یہاں غلط ہو۔۔زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔یہ بندے تو بس ذریعہ بنتے ہیں۔ہم خدا سے نہیں لڑ سکتے اس لیے بندوں سے لڑ پڑتے ہیں۔۔اور یہ بھی ہم انسانوں کی کمزوری ہے۔۔۔"

کافی عرصے بعد وہ کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔

"تم خود سوچو کہ اگر میں آج رات خودکشی کرلوں تو تم مجھے ہی کوسو گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ پر زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اسکی مرضی نہ ہو تو میں لاکھ کوششوں کے بعد بھی خود کو نہیں مار سکتی پر اگر وہ چاہے تو میں ابھی بیٹھے بیٹھے ختم ہوسکتی ہوں۔۔۔"

تحسین کو اسکی باتیں شک میں مبتلا کر رہی تھیں اسلیے اس نے وہاں مزید بیٹھنے کا ارادہ ترک کردیا اور کمرے کی جانب چل دیا۔

رات کے ڈیڑھ بجے:

وہ اس کمرے میں موجود تھی جہاں زیبالنسا کو قید رکھا ہوا تھا۔۔وہ اسکے قریب گئی، اسکے چہرے سے بال ہٹا کر پیچھے کیے۔۔اسکا پورا چہرہ جھلس چکا تھا اور اب وہ بلکل بھی پرانی والی زیبا نہیں لگ رہی تھی۔

غاضفہ نے آہستہ سے جیب سے ایک رسی نکالی۔ اسے بلکل آہستہ سے زیبا کے گلے میں ڈال دیا اور کھینچنے لگی۔ زیبا کو سانس بند ہوتا محسوس ہوا تو وہ ہڑبڑا کر بیدار ہوئی پر کچھ لمحے بعد وہ پھر سے ساری زندگی کے لیے سو گئی پر! غاضفہ نے وہ رسی واپس نہیں رکھی۔۔۔

اگلی فجر کا وقت:

تحسین کیفے جانے کے بجائے غاضفہ کو پک کرنے چلا گیا۔ وہ بوتیک پہنچا تو اسے یاد آیا کہ غاضفہ نے بوتیک بند کردی ہے۔ اس لیے اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سیل کا رخ کرلیا۔

ابھی اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ سامنے پنکھے سے جھولتی غاضفہ کی لاش اسے دکھائی دی۔۔۔ وہ بلکل ساکت ہوگیا۔۔۔ اسکے قدم بھی نہیں اٹھ پا رہے تھے۔۔۔ اس کے سامنے بیس سال پرانا منظر گھوما۔۔۔

(عالیشان کمرہ۔۔۔ دیواروں پر لگی مہنگی پینٹنگز)

اور یہاں سیل کا کمرہ۔۔۔ اکھڑی ہوئی دیواریں

(سامنے پنکھا۔ اور اس سے لٹکتی اسکی ماں کی لاش)

سامنے پنکھا۔ اور اس سے لٹکتی غاضفہ کی لاش

(وہ آہستہ آہستہ اپنی ماں کے قریب گیا اور انکے پیر اپنے ہاتھ میں پکڑ کر رو دیا)

وہ ہولے ہولے آگے بڑھا۔ اسکی لاش کو پنکھے سے اتارا اور نیچے رکھ کر اسکے قریب بیٹھ گیا۔ اسے ایک ایک کر کے غاضفہ کی ہر بات یاد آنے لگی۔

اسکا انداز۔۔۔ اسکا رویہ۔۔۔ اسکا ساتھ۔۔۔

اسکی دوستی۔۔۔

اچانک اسکی نظر کونے میں پڑی جہاں دو کاغذ رکھے تھے۔ اس نے پہلے ایک کو اٹھا کر دیکھا۔ وہ تحسین کے لیے غاضفہ کا لکھا گیا آخری پیغام تھا۔ اس نے خط پڑھنا شروع کیا۔

"یہ پیغام، میرے بچپن کے دوست کے نام!

میری زندگی اتنی ہی تھی کہ میں تکلیف سہوں اور دوسروں کو تکلیف دوں۔۔۔ میری زندگی کے باب بند ہوگئے۔ اب تمہاری کہانی کی ابتداء ہے۔۔ مجھے امید ہے تم اپنے ہر ارادے کو تکمیل دو گے۔۔ ہمارا ساتھ کافی مختصر تھا۔۔ ہمارے راستے ایک تھے پر منزلیں ہمیشہ سے جدا تھیں۔۔ میں اپنی منزل پا چکی ہوں۔۔ اب تمہیں اکیلے ہی یہ سفر طے کرنا ہوگا۔۔"

وہ جیسے جیسے پڑھ رہا تھا ویسے ویسے ہی اسکی حالت خراب ہورہی تھی۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے ناراض ہوگے مگر میں اس سے آگے نہیں جاسکتی تھی۔۔ ہم ساتھ ضرور تھے پر مختصراً۔۔ یہ ساتھ تاحیات نہیں تھا۔۔

تمہاری مرحومہ دوست،

غاضفہ ملک"

اس نے وہ پرچہ رکھ کر دوسرا کاغذ اٹھایا۔ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ وہ "**خونی کاغذ**" تھا۔ آگے کی کہانی وہ سمجھ گیا۔

اس وقت صرف غاضفہ ملک کی ہی موت نہیں ہوئی تھی، بلکہ اسکے ساتھ حماد قریشی بھی مر چکا تھا۔۔ اگر کہانی میں کوئی باقی تھا تو وہ "**تحسین مراد**" تھا۔۔۔

……………………

باب چہارم: فجر مقفر

کیا تم نے صبح دیکھی ہے؟

ہاں دیکھی ہوگی، سب نے دیکھی ہے

مگر میں نے ایک ایسی صبح دیکھی ہے

جو تاریک ہوتی ہے

ہر روشنی سے پاک

بالکل خالی، بالکل ویران

ہاں میں اسی کی بات کررہی ہوں

ایک فجر مقفر۔۔۔

بیجنگ، شب گیارہ بجے:

چائنہ کے شہر وہاں میں تو جیسے رات ہوتے ہی رونقیں ہی بڑھ جاتی ہیں۔ ایسے میں وہاں کے مشہور گارڈن بےہے میں رونقیں ہی رونقیں تھیں۔ نئے سال کی آمد آمد تھی جسکے باعث شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ عوام سڑکوں پر نکلے نئے سال کو ویلکم کررہے تھے۔ ہر کسی کے چہرے پر خوشی ہی خوشی تھی۔

یہ لوگ بھی کتنے عجیب تھے نہ، نئے سال کو خوش آمدید کہہ رہے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ یہ بھی آخر میں گزر جائے گا۔۔۔

دس۔۔ نو۔۔ آٹھ

آہستہ آہستہ گھڑی کی سوئیاں بڑھ رہی تھیں

سات۔۔ چھ۔۔ پانچ

لوگوں کے چہرے پر اک عجب ہی خوشگواریت تھی

چار۔۔ تین۔۔ دو۔۔ ایک

چاروں طرف ایکدم سے چراغاں ہوگیا۔ ہر سمت آتش بازی ہورہی تھی۔ ہر چہرے پر خوشی کی لہر تھی۔

رات گئے تک جشن منانے کے بعد وہ لوگ واپس گھروں کو لوٹ گئے۔ اس نئے سال میں بہت کچھ نیا ہونے والا تھا پر ہر کوئی اس سے بے خبر تھا۔

یکم جنوری، شام چار بجے:

بے ہے گارڈن میں پھولوں کی مہک ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ نئے سال کی پہلی شام ٹھنڈی تھی۔ ہلکی ہلکی خنکی نے لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔

ایسے میں ایک مصور ہریالی کے بیچ بیٹھے سامنے کے منظر کی تصویر کشی کر رہا تھا۔ کچھ لمحے بعد ایک ویل سوٹڈ آدمی اسکے پاس آیا۔ عمر تقریبا چالیس کے قریب تھی مگر اس عمر میں بھی چہرے پر بلا کی کشش تھی۔

"لڑکے!! کیا تم میرا اور میرے بیٹے کا اسکیچ بناوگے؟" مصور نے انکی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا۔

"یہ میرا کام ہے اور میں اپنے کام سے منع کیوں کروں گا؟" اس نے بدلے میں سوال کیا۔ اسکی بات سمجھ کر آدمی مسکرایا۔ اسی لمحے پیچھے سے ایک چوبیس سالہ لڑکا فون جیب میں رکھتا ہوا آدمی تک آیا۔ آدمی اسے دیکھ کر مسکرایا اور وہ دونوں ساتھ سامنے اس بینچ پر بیٹھ گئے۔ مصور نے اسکیچ شروع کیا۔

ان سب میں اک عجیب بات یہ تھی کہ وہ ان باپ بیٹے کی تصویر دو کاغذ پر بنا رہا تھا۔

دس منٹ بعد اس نے تصویر مکمل کر کے انکی جانب بڑھائی۔ لڑکے نے تصویر وصول کی اور مصور کو اسکا معاوضہ دیا اور وہاں سے چلے گئے۔

سال نو کی پہلی رات۔ وہ ایک اپارٹمنٹ کے مخصوص کمرے میں بیٹھا تھا۔ اسکے ہاتھ میں ایک تصویر تھی۔ اس تصویر میں ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ کھڑا تھا۔ ان کی شکل آپس میں بہت ملتی تھی۔ مگر جو تصویر دیکھ رہا تھا وہ بھی ان سے مختلف نہ تھا۔

بیجنگ کی مشہور شاہراہ "**ونگ فجنگ**" چائنہ کی سب سے مصروف شاہراہ ہے۔ یہاں پر ہر وقت ہر طرف شہریوں کا کافی ہجوم ہوتا ہے۔ اور آج تو یہاں بلا معمول سارا ہجوم ایک کونے میں تھا۔ وجہ یہ

I know I don't have much

My love should be enough

I guess you wanted more

Called me yesterday

I saw but walked away

You left me on the ground

You turned your back around

Now I'm feeling down

اس نے آخری لائن دھیرے سے دوبارہ گنگنائی۔ پھر آہستہ سے مائک نیچے کریا۔ لوگوں نے تالیاں بجا کر اسے داد دی۔

کچھ دیر بعد وہ اپنا سامان سمیٹ رہا تھا کہ وہی مصور پھر سے اسکے پاس آیا اور اسکے سامنے کھڑا ہوگیا۔

"تم وہی آرٹسٹ ہو نہ جس نے کل میرے اور میرے فادر کا اسکیچ بنایا تھا؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا

"ہاں وہی ہوں، لوگوں کی زندگی میں رنگ بھرنے والا۔۔"بظاہر چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں میں زمانے بھر کی کرختگی تھی۔

گلوکار کو ذرا عجیب لگا۔

بھلا کوئی شخص ایک ہی وقت میں دو جذبات کیسے بیان کرسکتا ہے؟ نہیں، ایک شخص ایسا کر سکتا ہے، وہ ہے "تحسین مراد"۔۔

تحسین نے اسے یوں اپنے جانب دیکھتا پایا تو دوبارہ بولا۔

"تمہاری آواز سنی تو یہاں آگیا۔ بہت اچھا گاتے ہو تم۔"

"شکریہ۔ میں نے اپنے فادر سے سیکھا ہے گانا۔ انہیں بھی ہمیشہ سے شوق تھا۔۔"

"میں جانتا ہوں۔۔" تحسین نے پھر عجب انداز میں کہا

"مطلب؟؟" جوئل نے نا سمجھی سے پوچھا

"کچھ نہیں۔۔" وہ کہہ کر رکا نہیں، چلا گیا۔

پیچھے جوئل اپنے گٹار کی طرف متوجہ ہوگیا

جوئل گھر پہنچا تو اسکا باپ جمشید مراد اخبار پڑھ رہا تھا۔

"آپ پہلے شخص ہونگے جو صبح کا اخبار رات کو پڑھتے ہیں" جوئل نے جوتے اتارتے ہوئے کہا۔

جوئل کی ماں یلدز کو گزرے تین سال ہوچکا تھا۔ اسکی ماں عیسائی تھی مگر باپ مسلمان۔ جوئل کا نام یلدز نے رکھا تھا۔۔

"تو بیٹا آپ بھی شاید سہ پہلے شخص ہونگے جو ڈاکٹر بننے کے بعد گانے گاتے پھر رہے ہیں" اس نے اخبار سے نظریں ہٹائے بنا کہا

"آپ آخر کب مجھے ڈاکٹر کا طعنہ مارنا چھوڑیں گے؟"

"اس دن جب تم مجھے اخبار کا طعنہ مارنا چھوڑ دو گے۔۔"

وہ بھی اسی کا باپ تھا

جوئل مزید بحث سے گریز کرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

جوئل نکل ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے دروازہ کھولا تو کوئی نہیں تھا البتہ دروازے پر ایک ڈبہ پڑا تھا۔ اس نے وہ بوکس کھولا۔ اندر ایک موم بتی تھی۔ دیکھنے میں وہ عام نہیں لگتی تھی۔ کچھ خاصیت تھی اس میں۔

اسکے ساتھ ایک پرچہ بھی تھا جس پر چائنیز میں لکھا تھا:

"Burn it and see how it changes color. If you don't believe, close another chapter"

اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ یہ کیا ہے۔ وہ جلدی میں تھا اس لیے موم بتی پاس پڑے ٹیبل پر رکھی اور چلا گیا۔

دوسری جانب تحسین ایک کمرے میں بیٹھا اسکیچ بنا رہا تھا۔ جس میں ایک سورج تھا اور باقی سب کچھ سیاہ تھا۔ اس نے اسکیچنگ غاضفہ سے سیکھی تھی۔ اسکے ہاتھ برش چلا رہے تھے مگر وہ کسی سوچ میں غرق تھا۔ اسے انتظار تھا اس سویرے کا جس میں روشنی کی کرنیں تو ہوتیں مگر چاروں طرف گھپ اندھیرا ہوتا اور بلا آخر وہ صبح آپہنچی تھی۔

آخری دیدار:

وہ رات کے گیارہ بجے گھر آیا تھا۔ جمشید سو چکا تھا۔ جوئل اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اسے موم بتی دکھی۔ اسے تجسس ہوا اور وہ آگے بڑھا۔

اس نے وہ موم بتی اٹھائی اور غور سے دیکھی۔ اسے لگا کہ ایک طرف سے اسکی موم تھوڑی موٹی تھی۔ اس نے وہاں سے موم ہٹائی تو وہاں ایک دھاتی پٹی تھی۔ اس نے پوری موم بتی تراش دی۔ اسکے اندر کوئی دھاگہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک اسٹیل کی راڈ تھی جس کے سرے پر ایک تار تھا۔

اس نے وہ تار رگڑا تو وہ جل گیا۔ اور آہستہ آہستہ وہ موم بتی آگ کی لپیٹ میں آگئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے جوئل کا پورا وجود جل کر بھسم ہو گیا۔

ایک سکون سا تھا جو تحسین مراد کو ملا تھا۔۔

ایک خوف سا تھا جو جمشید مراد کو ملا تھا۔۔

باب پنجم: النفس الآخر

جسکی ابتدا ہوئی اسکا اختتام لازم ہے

اور یہی تو نظام ہے خدا کا

ہر عروج کو زوال ہے

آج خود کے وجود پر غرور نہ کرو

ایک دن یہ بھی مٹی تلے ہو گا

جسکی ابتدا ہوئی اسکا اختتام لازم ہے

آخر ایک دن تم بھی ختم ہو جاو گے

تمہاری سانسیں رک جائیں گی

کب؟ کیسے؟ کہاں؟ کوئی نہیں جانتا

ہو بھی سکتا ہے کہ جو تم جی رہے ہو

وہ 'النفس الا آخر' ہو

کیونکہ جسکی ابتدا ہوئی اسکا اختتام لازم ہے

یہ باب وہیں سے شروع ہوا جہاں اسکا اختتام ہوا تھا۔۔ وہ اندھیر صبح ایک ویران شام میں ڈھل رہی تھی۔ رفتہ رفتہ اسکے ویرانیت میں اضافہ ہورہا تھا۔ کیا کوئی شام اتنی حد تک خوفناک ہوسکتی تھی؟

آج تین تاریخ ہے۔ اس فلیٹ کے کمرے میں موجود وہ آدمی کچھ چیزیں بیڈ پر پھیلائے بیٹھا ہے۔ جو شخص کچھ دن پہلے تک اتنا پرکشش تھا، آج کیسے اسکے چہرے پر زمانے بھر کی اداسیوں کا ڈیرہ تھا۔ جھریوں زدہ چہرہ، کپکپاتے ہاتھ، آج وہ کہیں سے بھی جمشید مراد نہیں لگ رہا تھا۔

اس کی زندگی ہمیشہ سے دو لوگوں کے گرد گھومتی تھی۔ اسکی بیوی اور اسکا بیٹا۔ پھر ایک دن وہ انکو چھوڑ گیا۔ اسکے بعد اسکی زندگی میں دوسری بیوی اور دوسرا بیٹا آیا۔ مگر افسوس کہ وہ دونوں اب سے چھوڑ کر چلے گئے۔

یہ زندگی بھی کیسے کیسے رنگ بدلتی ہے اسے آج اندازہ ہوا ہے، پہلے اس نے کسی کو چھوڑا اور اب کوئی اسے چھوڑ کر چلا گیا۔۔

وہ جوئل کا گٹار لیے بیٹھا تھا۔ اسے دیکھ رہا تھا، چھو رہا تھا جیسے اس پر جوئل کے ہاتھوں کا لمس محسوس کررہا ہو۔

ایک باپ کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے نوجوان بیٹے کا جنازہ کندھوں پر اٹھائے۔

اس نے گٹار واپس رکھنے کے لیے بیگ اٹھایا۔ وہاں ایک اسکیچ تھا۔ اسے اچانک وہ مصور یاد آیا۔۔

کتنی مشابہت تھی اسکے اور جوئل کے چہرے میں۔ اس نے یہ بات اس دن نوٹ نہیں کی تھی مگر آج نجانے کیوں اسے وہ یاد آیا۔

وہ تار سے تار جوڑتے ایک نئے سرے پر پہنچا۔ تحسین مراد، اسکا بیٹا۔ سب کچھ چھوڑ جانے کے بعد آج پہلی بار اسے وہ یاد آیا تھا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے بھول چکا تھا۔ اسے شروع میں وہ یاد آتا تھا مگر جوئل کے آجانے کے بعد جیسے جمشید کی زندگی کی کتاب سے تحسین کے صفحے پھٹ چکے تھے۔ تحسین کی جگہ جوئل نے لے لی تھی۔ لوگوں کو ری پلیس کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

آج کئی سالوں بعد ہی سہی مگر اسے اپنے بڑے بیٹے کی کمی محسوس ہوئی تھی۔

اسکے دل سے چند لمحے کے لیے جوئل کا دکھ نکل چکا تھا۔ اب اسے جینے کے لیے نیا مقصد مل چکا تھا۔ وہ تحسین کو ڈھونڈنا چاہتا تھا۔

اسکے ذہن پر ماضی کا پردہ سا لہرایا۔ جب وہ کام سے دوسرے شہر میں تھا اور اس نے تحسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسکی سالگرہ سے پہلے پہلے واپس آجائے گا۔ مگر وہ نہ آسکا تھا۔

جب وہ واپس آیا تو تحسین اپنے گفٹس کو کونے میں رکھے کمرہ بند کر کے بیٹھا تھا۔ وہ اسکے قریب آیا۔

"بابا مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ آپ نے پرامس کیا تھا کہ آپ میری برتھڈے پر آئیں گے۔" اس پانچ سالہ تحسین آنکھیں مسلتے ہوئے کہا۔

"بابا کی جان! بابا کو ارجنٹ کام تھا نہ۔۔" اس نے تحسین کو گود میں لے کر اسکے گال کو چومتے ہوئے کہا۔ تحسین نے مزید مزاحمت نہ کی۔ جمشید نے اپنے پیچھے چھپی وہ بچوں کے کھیلنی کی موٹر کار نکال کر اس کو دی۔ جسے دیکھتے ہی تحسین خوش ہوگیا۔

"تھینک یو سو مچ بابا!!!" کچھ دیر پہلے والی ناراضگی کی جگہ خوشی نے لے لی تھی۔

ماضی کا پردہ سرکا۔ اب منظر تبدیل تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ اس سے ملے گا، بات کریگا تو تحسین کچھ دیر اس سے ناراض رہے گا مگر پھر مان جائے گا۔

مگر اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ اب وہ تحسین شاید مرچکا تھا۔ زندہ رہنے والوں میں ایک الگ ہی تحسین تھا۔۔ ہر جزبات سے عاری۔۔ یوں جیسے اسکا مقصد صرف بدلہ لینا ہو۔۔ اس کی زندگی میں آنا والا ہر شخص اسے خود سے قریب کر کے چھوڑ جاتا تھا۔ پہلے اسکا باپ، پھر ماں اور اب غاضفہ۔۔

آج کے دن کا اسے بے چینی سے انتظار تھا۔۔ وہ تحسین کے پارک پہنچنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔

جب تحسین آیا تو اسے دور سے دیکھ کر ہی ٹھٹھک گیا۔ کیا انہوں نے مجھے پہچان لیا؟؟ بس یہی سوال اسکے ذہن میں آیا۔ وہ بھاری قدم اٹھاتا وہاں تک پہنچا۔

جمشید نے اسے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ وہ بالکل اپنی ماں کی طرح تھا۔ مگر غصہ، انداز اور اسکی آنکھیں اپنے باپ کی طرح تھیں۔

"تحسین!" تحسین کو دیکھتے ہی جمشید کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

تحسین غائب دماغی سے اسے دیکھتا رہا۔ اسے اب بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ہو کیا رہا ہے؟ کچھ لمحے کے لیے ہی صحیح ایک احساس اسکے دل میں جاگا تھا۔ باپ کی شفقت کا احساس۔۔

جمشید نے اسے خود میں بھینچ لیا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو تحسین کب کا انہیں خود سے الگ کر چکا ہوتا پر آج تحسین مراد جیسے پتھر دل انسان کا دل پھر سے دھڑکا تھا۔۔

"میرے بچے!! میری جان!! مجھے معاف کردو۔۔ میں نے بہت برا کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔ تمہاری ماں کی غلطی کی سزا میں نے تمہیں دے دی۔۔ میں معافی کے قابل نہیں ہو پھر بھی مجھے معاف کردو!!"

وہ جس طرح روتے ہوئے تحسین سے معافی مانگ رہا تھا، تحسین کی آنکھ میں بھی ہلکی سی نمی در آئی تھی جسے اس نے فورا ہی چھپا لیا تھا۔

"کیا غلطی تھی میری ماں کی؟کیوں چھوڑا تھا آپ نے انہیں؟بتائیں!جواب دیں!" تحسین نے کرختگی سے کہا

"وہ مجھے وقت نہیں دیتی تھی۔بیزار ہوگیا تھا میں اس سے۔ہر وقت کی لڑائی، جھگڑے نے مجھے تنگ کردیا تھا"

"اور آپ نے انہیں سمجھنے کی جگہ انہیں چھوڑ دیا۔" تحسین بات کاٹتے ہوئے بولا

"بہت کوشش کی میں نے اسے سمجھنے کی مگر میری برداشت جواب دے گئی"

"مجھے اور کچھ نہیں جاننا بس اتنا بتا دیں کہ میرا قصور کیا تھا؟؟" تحسین کی آواز پر بہت سے لوگوں نے انہیں دیکھا پر پھر اپنے کام میں لگ گئے **(اب پاکستان تھوڑی نہ تھا کہ رک کر لڑائیاں دیکھتے)**

"میرے بچے!میری جان میں جانتا ہوں تمہارا قصور نہیں تھا اس لیے مجھے معاف کردو"

"اب بات معافی سے آگے بڑھ چکی ہے۔۔"

وہ ایک جملہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔ جمشید نے اسے آواز نہ دی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کچھ دیر رونے کے بعد سب کچھ بھول جائے گا مگر وہ پرانے تحسین کو جانتا تھا اور آج اسکی ملاقات جس سے ہوئی وہ ایک قاتل اور فریبی تھا۔۔

وہ گھر پہنچنے کے بعد اپنے کمرے میں آگیا۔ اسکی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں۔ آج پہلی بار اسکے دل میں 'معافی' کا خیال آیا تھا جس نے اسے اگلے ہی لمحے جھٹک دیا تھا۔

وہ منہ ہاتھوں میں چھپائے بیٹھا تھا۔ آنسو تواتر اسکی آنکھ سے بہہ رہے تھے۔ وہ کمزور پڑ گیا تھا۔ اسکے خونی رشتے اسکے سامنے تھے۔ اسکا سگا باپ اسکے سامنے تھا۔ وہ بہت کچھ کرنا چاہتا تھا پر اب نہیں کرسکتا تھا۔ وہ ہمت ہار رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے کوئی اس سے اسکی طاقت چھین رہا ہو۔ وہ چاہ کر بھی مزاحمت نہیں کر پا رہا تھا۔

اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسکے سامنے کوئی کھڑا ہے۔ اس نے بےاختیار منہ اٹھایا۔ سامنے سفید رنگ کے لباس میں کوئی عورت کھڑی تھی۔ وہ اسکی شکل نہیں دیکھ سکا مگر وہ اسے پہچان گیا۔

وہ اسکی ماں تھی۔

وہ ماں جو اسے بچپن میں چھوڑ گئی تھی۔

وہ ماں جس کے لیے وہ یہ سب کررہا تھا۔

آج وہ واپس آئی تھی۔

اس سے ملنے، اسے حوصلہ دینے۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا مگر جیسے اسکے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے۔

"تم اسے معاف نہیں کر سکتے۔ تم بھول گئے کہ اس نے کیا کیا تھا؟"

اسے لگا کہ وہ اس سے شکوہ کررہی ہے

"نہیں ماں، میں کچھ نہیں بھولا۔ مجھے سب یاد ہے۔ مگر میں ٹوٹ چکا ہوں۔ اس لمحے جب انہوں نے مجھے گلے لگا کر مجھ سے معافی مانگی۔ مجھے لگا جیسے میں غلط کررہا ہوں۔۔۔"

"وہ اس قابل نہیں کہ اس پر رحم کیا جائے۔ وہ ایک مفاد پرست شخص ہے۔ وہ صرف لوگوں کو استعمال کرنا جانتا ہے۔۔ اس نے مجھے محبت کے جال میں پھنسا کر مجھ سے شادی کی۔ جب اسکا دل بھر گیا تو وہ **'ہمیں'** چھوڑ گیا۔ اپنی دنیا میں مگن ہوگیا وہ۔ آج اسکے پاس کوئی نہیں ہے تو وہ تمہیں استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اسے صرف ایک سہارا چاہیے۔ اگر اسے تم سے محبت ہوتی تو وہ تمہیں کیوں چھوڑتا؟؟ بتاو؟"

تحسین آگے سے کچھ کہتا، وہ سایہ ڈھلتا چلا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہوگیا۔

"تحسین!!" وہ مزید کچھ سوچتا کہ اسے آواز آئی۔ اب کی بار سامنے اسکی دوست تھی۔ اسکی ساتھی۔ اسکی ہم راز۔ غاضفہ ملک۔۔

"ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے وعدے سے نہیں مکریں گیں۔ میں نے وعدہ پورا کیا۔ تم بھول رہے ہو۔ تمہاری باری ہے اب۔ اپنے اندر کے **'حماد قریشی'** کو دفنا دو۔ یاد کرو تم کون ہو۔ تم **'تحسین مراد'** ہو۔ تم ہار نہیں سکتے۔ تم ہار گئے تو ہم سب ہار جائیں گے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم شکست کا سامنا کریں؟؟"

اب کی بار غاضفہ کا سایہ بولا

"تم اتنے کمزور نہیں کہ خونی رشتوں کے سامنے ہار جاو۔ تم انہیں اپنی طاقت بناو کمزوری نہیں۔ تم کرسکتے ہو۔۔" اور جیسے یہ کہتے ہی وہ بھی وہاں سے غائب ہوگئی۔

تحسین مراد غائب دماغی سے سامنے دیکھتا رہا جہاں کچھ دیر پہلے اسکی ماں اور جی ایم موجود تھیں۔

-------------------------

اگلے دن وہ پارک میں گیا تو وہاں جمشید پہلے سے موجود تھا۔ اسکا دل کیا کہ پلٹ جائے مگر قدم خود بہ خود ہی اسکی جانب بڑھ گئے۔

"چلیں میرے ساتھ۔۔" وہ جمشید کے پاس سے گزرتا ہوا اسکے کان میں بولا۔ جمشید جواب دینے سے گریز کرتا اسکے پیچھے ہو لیا۔

وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا۔ اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہاں چاروں طرف دھول مٹی کا راج تھا۔ اس نے وہاں کی بتی جلائی۔ وہ اسٹور نما کمرہ تھا۔ ہر جانب بڑے بڑے ڈبے موجود تھے۔

"یہاں کیوں لائے ہو بیٹا؟" جمشید نے کھانستے ہوئے پوچھا۔

"کچھ دکھانا ہے آپ کو۔۔" اس نے بس ایک جملہ کہا اور پھر ایک ڈبہ کھولنے لگا۔ اس میں سے ایک رسی نکالی۔

"یہ دیکھیں! یہ ہے وہ پھندا جس سے میری ماں نے خود کو ختم کیا تھا۔۔" جمشید کے گردن میں ایک گلٹی ابھری

"کیا تم نے مجھے معاف نہیں کیا ہے ابھی تک؟" جمشید نے ہمت کر کے اس سے پوچھا

"معاف؟ میں معاف نہیں کرتا بس ایک اور موقع دیتا ہوں" تحسین اب کی بار اسے دیکھ کر مخاطب ہوا تھا

"تو کیا تم مجھے دوسرا موقع دو گے؟"

"تو کیا مجھے آپ کو دوسرا موقع دینا چاہیے؟"

"باپ ہوں تمہارا، اب کی بار ناامید نہیں ہو گے۔۔"

"بیٹا ہوں آپ کا، دوبارہ امید لگاؤنگا بھی نہیں۔۔"

وہ سوال پر سوال کرتا اسے لاجواب کر گیا تھا۔ اسے آج اندازہ ہوا تھا کہ وہ بچپن والا تحسین مراد نہیں رہا۔۔

چند لمحے کی خاموشی کے بعد تحسین اٹھا اور کچن کی طرف گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک گلاس تھا جس میں شاید کوئی مشروب تھا۔

"یہ لیں۔۔ جیسے بھی ہیں پر ہیں تو مہمان نہ!" تحسین نے گلاس جمشید کی طرف بڑھایا۔

جمشید نے تین سانس میں ہی وہ پورا لیا۔

اور وہ تین سانس ہی اسکی النفس الا آخر تھیں۔

اسے لگا اسکے حلق میں کچھ پھنس رہا ہے۔ وہ مزاحمت کرتا اس سے پہلے ہی اس کا اختتام ہو گیا۔۔

"جسکی ابتدا ہوئی اسکا اختتام لازم ہے۔۔"

باب ششم : عبرت یقینی ہے

صبح آج بھی معمول کے مطابق ہوئی تھی۔ مگر اس کے لیے یہ عام نہ تھا۔ ایک پرسکون زندگی کی امید رکھتے ہوئے وہ بہت دور آچکا تھا۔ اسکے حساب سے تو اب اسے سکون مل جانا تھا پر ایک عجب کشمکش تھی جس میں وہ الجھا ہوا تھا۔۔

وہ پوری رات ہی جمشید کے مردہ وجود کے پاس بیٹھا رہا تھا۔ اسکی آنکھیں بالکل سرخ تھیں۔ وہ فق چہرہ لیے ایسے بیٹھا تھا کہ ادے کچھ یاد ہی نا تھا۔ اسکے چہرے پر عجیب سا سایہ تھا۔ وہ خوف نہیں تھا پر سکون بھی نا تھا۔

اب جب سورج کی کرنیں آسماں پر جال بچھا رہی تھیں تو اسے یاد آیا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ فورا سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اپنے جذبات پر قابو رکھنا تھا جب تک کہ وہ لاش کو ٹھکانے نا لگا دیتا۔ وہ اپنے باپ کے مردہ وجود کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لایا اور پیچھے والی سیٹ پر ایسے لٹایا کہ وہ نظروں میں نا آسکے۔

وہ کافی دیر تک سڑک پر بے مقصد گاڑی چلاتا رہا۔ پھر آخر کار اس نے لاش کو جنگل میں پھینکنے کا فیصلہ کیا۔

جنگل شہر سے زیادہ دور تو نا تھا مگر ٹریفک کی وجہ سے اسے ایک جگہ رکنا پڑا۔ اچانک ایک پولیس آفیسر اسکے پاس آیا اور ونڈگلاس بجانے لگا۔ تحسین نے شیشہ نیچے کیا۔

"ہمیں گاڑی کی تلاشی لینی ہے۔" اس مضبوط جسامت والے آفیسر نے کہا۔

"بے شک لے لیں!" تحسین نے انہیں روکنے کی زحمت تک نا کی۔

وہ جو چاہتا تھا، وہ کرچکا تھا۔ آگے سے بچ کر اس نے کرنا بھی کیا تھا اسی لیے اس نے مانو اپنا آپ خود انکے حوالے کردیا تھا۔

"اسے ابھی کہ ابھی تھانے لے چلو" آفیسر نے جیسے ہی لاش کو دیکھا، اس نے باقی ساتھیوں کو آواز دی۔

یہ منظر کرائم برانچ کے میٹنگ روم کا تھا۔ گول میز کے گرد سات بڑے عہدیدار جمع تھے اور انکے ساتھ ہی ان سے بڑے عہدے کے حامل افسر بیٹھے ان سے میٹنگ کررہے تھے۔

"بہت ڈھیٹ انسان ہے وہ سر! چار دن سے قید ہے یہاں پر مجال ہے کہ ایک لفظ بھی منہ سے نکالا ہو اس نے"

ایک ادھیڑ عمری آفیسر نے بولا جو کہ وہاں موجود لوگوں میں سب سے بڑا تھا مگر پوسٹ اسکی نیچے تھی۔

"سر اس نے چار دنوں سے کھانا بھی نہیں کھایا، اور تو اور اسے لاکھ ٹارچر کرو پھر بھی وہ اپنی جگہ سے ہلتا تک نہیں ہے" دوسرے نے مزید اضافہ کیا

"ہمم۔۔ تو یہ بات ہے۔ مطلب اسکا کیس ہم میں سے کسی کو ہینڈل کرنا پڑیگا" ان سب کے باس نے حکم جاری کیا

"مس عائفہ! آج سے یہ کیس آپ ہینڈل کریں گی۔ گاٹ اٹ؟" انہوں نے وہاں بیٹھی درمیانی عمر کی لڑکی سے بولا

"گاٹ اٹ سر!!" اس نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا

"اوکے! سو میٹنگ از اوور" باس ایک جملہ کہتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باقی بھی میٹنگ روم سے باہر آ گئے۔

وہ ٹارچر سیل میں موجود تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ عائفہ اسکے سامنے جاکر بیٹھ گئی۔

"میں تمہیں ٹارچر کرنے نہیں آئی۔ بس جاننے آئی ہوں کہ تم کون ہو؟ کہاں سے ہو؟ اور کس کی لاش تھی وہ؟" عائفہ اسکے جھکے سر کو دیکھ کر بول رہی تھی۔

اسکا انداز کافی منفرد تھا۔ اس نے ایک پل کے لیے سر اٹھا کر سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا، پھر دوبارہ سے سر جھکا لیا۔

"تو تم نہیں بتاوگے؟ ٹھیک ہے۔۔ میں ابھی جارہی ہوں رات کو آونگی تب تمہیں مجھے سب کچھ بتانا ہوگا۔" وہ کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں رات کو پھر آونگی۔۔" ایک جملہ کہتی وہاں سے نکل گئی

تحسین کو یہاں آئے ہوئے آج چوتھا دن تھا۔ ان دنوں اس نے اگر کسی کو بہت شدت سے یاد کیا تھا تو وہ **'غاضفہ ملک'** تھی۔ اسے ایک ایک لمحے وہ یاد آتی تھی۔ یا یہ کہنا زیادہ بہتر رہے گا کہ وہ اسے بھولا ہی نہیں تھا۔

انسانوں کی فطرت میں ہوتا ہے یہ کہ جس کے ساتھ ہمارا ساتھ نہیں ہوتا، ہمیں ہمیشہ اسکی عادت لگ جاتی ہے۔ ہم چاہے جتنی بھی کوشش کرلیں اسے بھولنے کی، پر ہم نہیں بھول پاتے۔ وہ شخص ہمارے دل و دماغ پر قابض ہوجاتا ہے۔ اور بے شک محبت سے زیادہ خطرناک عادت ہوتی ہے!

رات ہر سو اپنے جال بچھا چکی تھی۔ اس ٹارچر سیل کے کمرے میں بھی چاند کی چاندنی سفر کررہی تھی۔ اندر موجود وجود ابھی بھی اسی حال میں تھا جس میں وہ پچھلے چار دنوں سے تھا۔

اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔ اس نے خود کو تیار کرلیا مزید ظلم کے لیے۔۔ چار دن سے یہی ہوتا آرہا تھا۔۔ کوئی نا کوئی آتا،، ٹارچر کرتا،، جواب نا ملنے پر ہمت ہار کر چلا جاتا۔۔

مگر نہیں! اس بار کوئی اسے ٹارچر کرنے نہیں آیا تھا بلکہ یہ وہی لڑکی تھی جو دوپہر میں آئی تھی۔ اب کی بار تحسین نے اسے غور سے دیکھا۔

وہ بلاشبہ پرکشش تھی۔ اور ایک چیز جسے دیکھ کر تحسین ٹھٹھک گیا، اسکے بال، اسکے بال گھنگریالے تھے، بالکل غاضفہ کی طرح۔ اسکے سامنے کا منظر بدل گیا۔

وہ دس سالہ تحسین مراد اس وقت لان میں ٹہل رہا تھا۔ اس سے قدرے فاصلے پر اسکی ماں اپنی سہیلی سارہ کے ساتھ بیٹھ کر بات کررہی تھی۔ وہ لان سے ٹہلتا ٹہلتا گھر میں داخل ہوگیا۔ وہ ایک کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اسے پیچھے سے آواز آئی۔

"کون ہو تم؟ میرے روم میں کیوں جارہے ہو؟ ادھر مڑو!!" نو سالہ جی-ایم شیر کی دھاڑی

"اوہ۔۔ تو یہ تم ہو۔۔ اگر پھر سے میری اسکیچ بکس پھاڑنا چاہتے ہو تو یاد رکھنا کہ آج بھی میرے روم میں گلدان رکھا ہے!!" اس نے جیسے تنبیہ کی۔۔

تحسین نے آگے سے جواب نہیں دیا۔ وہ اسکے گھنگریالے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔ یہ انکی دوسری ملاقات تھی۔ پہلی ملاقات میں تو غاضفہ نے پونی ٹیل کر رکھی تھی پر آج اسکے بال اسکی پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے ایسے بال پہلی بار دیکھے تھے اس لیے وہ اس سے متاثر ہوا تھا۔

"تم مجھ سے فرینڈشپ کرلو نا!! مجھے تمہارے بال بہت اچھے لگے!! آئندہ کبھی بھی تمہیں تنگ نہیں کرونگا پرامس!!" تحسین نے ہاتھ بڑھایا

"ٹھیک ہے، پر ایک شرط پر۔ وہ یہ کہ تم مجھے نیو اسکیچ بکس لا کر دو گے" غاضفہ نے بالوں کو ادا سے جھٹکا

"ہاں ٹھیک ہے، لا دوں گا۔۔ فرینڈز؟" اس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا جس پر جی-ایم نے مسکرا کر ہاتھ تھام لیا۔

"فرینڈز"

وہ واپس آگیا تھا۔ غاضفہ اب وہاں نہیں تھی نا ہی اسکا گھر تھا۔ وہ ٹارچر سیل میں تھا اور اسکے سامنے گھنگریالے بالوں والی لڑکی تھی۔

"تو تمہیں اندازہ ہوگیا ہوگا کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں؟" وہ کرسی کھینچتے عین اسکے سامنے بیٹھ گئی۔

"آپکا مقصد جو بھی ہو پر ایک بات کا خیال رکھا کریں کہ یوں رات کو کسی لڑکے کے کمرے میں نہیں آتے" اس نے سنجیدگی سے بولا

یہ پہلا جملہ تھا جو ان چار دنوں میں اس نے ادا کیا تھا۔ ورنہ تو سب کو شک تھا کہ کہیں یہ گونگا تو نہیں۔

"اوہ تو تم بولتے بھی ہو۔ اچھی بات ہے۔" وہ مصنوعی حیرت سے بولی

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"تحسین مراد"

"کہاں رہتے ہو؟"

"آج کل تو یہیں ہوں، ورنہ پہلے فلیٹ میں رہتا تھا"

"کس کی لاش تھی وہ؟"

"بدقسمتی سے، باپ تھا وہ میرا"

"مارا کیوں؟"

"اس کی وجہ سے میری ماں مری تھی۔۔"

"تو بدلے میں تم اسے بھی مار دو گے؟"

"خون کا بدلہ خون ہوتا ہے میڈم!!"

"اور کتنے قتل کر چکے ہو؟"

"اسکے ملا کر دو، اور دو میں شریک جرم تھا۔۔"

عاکفہ نے تو ویسے ہی پوچھا تھا پر اسکے جواب پر وہ حیران ہوئی تھی۔ شکل سے وہ قاتل تو نہیں لگتا تھا۔

"اصل قاتل کون تھا ان دو قتل کا؟"

"سب کچھ آج بتا دوں؟ کچھ بعد کے لیے چھوڑ دیں میڈم!!"

تحسین نے اتنا کہہ کر کرسی سے ٹیک لگا لیا اور آنکھیں موند لیں۔ عاکفہ بھی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آج کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

باب آخر: سیاہ کار

روز محشر کو سوال ہو گا

ہر ایک سے اس کے اعمال کا

ہر ایک کو سزا و جزا ملے گی

پر ہمارے ہاتھ کیا آئے گا؟

خود کے گریباں میں جھانکو تو سہی

اور ذرا غور سے دیکھو کہ کیا اعمال ہیں ہمارے؟

پر افسوس وہاں تو سیاہ کاریاں ہیں

کبھی سوچا ہے کہ کیا کیا ہے ہم نے؟

دنیا کی خاطر آخرت بھلا بیٹھے

نفس کے ہاتھوں اتنے مجبور ہوگئے کہ خدا یاد نا رہا

کیا ہوگیا؟ معافی مانگ لیں گے،، خدا معاف کردے گا

پر سوچو اگر معافی مانگنے کا موقع بھی نا ملا تو؟

قبر میں اتارے جاوگے بدکاریوں کے بوجھ کے ساتھ

اور مٹی تلے دب جاوگے سیاہ کاریوں کے ساتھ۔۔۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے" (سورت الحشر: آیت نمبر 18)

ابتداء:

یکم مارچ۔ شام کا وقت۔ پت جڑھ کا موسم۔ پر آج آسمان پر سیاہ بادلوں کا گھیرا تھا۔ معلوم پڑتا تھا کہ بادل خوب جم کر برسنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تحسین سیل میں موجود تھا۔ عاکفہ اس دن کے بعد نہیں آئی تھی۔

ابھی بھی وہ سیل میں بیٹھا ایک اسکیچ بنا رہا تھا۔ اس نے وہاں کے لوگوں سے کہہ کر ایک پینسل اور بک لے لی تھی جو انہوں نے آرام سے اسے دے دی تھی کیونکہ شاید یہ بھی عاکفہ کا آرڈر تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ تحسین نے ایک پل کو اسے دیکھا۔ وہ آج بھی ویسی ہی تھی جیسے اس دن تھی پر آج صرف ایک فرق تھا جو تحسین نے کافی جلدی نوٹ کیا تھا اور وہ یہ تھا آج اس نے بالوں کو جوڑے میں قید رکھا تھا۔ جس میں سے ایک لٹ اسکے رخسار کو چھو رہی تھی اور عاکفہ اسے بار بار کان کے پیچھے کررہی تھی مگر وہ بار بار آگے آئے جا رہی تھی۔

وہ مخصوص چال چلتے آگے بڑھی۔ میز کے قریب پہنچ کر رکی۔ اپنے لانگ کوٹ کی جیب میں سے کچھ تصویریں نکالی اور تحسین کے سامنے میز پر پھیلا دیں۔

وہ تصویریں '**غاضفہ ملک**' کی تھیں۔ تحسین شاک کے عالم میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ بوتیک کی،، فیشن ویک کی،، ریڈ کارپیٹ کی،، غرض کہ اسکی زندگی کے ہر پہلو کی تصویر وہاں موجود تھی۔ اور ایک بات جس پر تحسین کو دھچکا لگا تھا، وہاں پر غاضفہ کی وہ تصویر بھی موجود تھی جس کا اسے علم نہیں تھا۔

'جب وہ آدم کو خنجر مار کر جا رہی تھی۔'

"تم یہی سوچ رہے ہو نا کہ میرے پاس یہ فوٹوگرافس کہاں سے آئے؟ یہ ایک بہت بے معنی سوال ہے اس لیے چھوڑو۔۔ تم یہ بتاؤ کہ غاضفہ ملک اب کہاں ہے؟؟" عائفہ گھٹنے پر گھٹنا رکھتے ہوئے بولی۔

"جب آپ یہ تصویریں نکلوا سکتی ہیں تو مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو اس کی خبر نہیں ہوگی۔۔" تحسین جب بھی غاضفہ کے متعلق بات کرتا تھا تو اسکی آنکھوں کی ایک عجب ہی کیفیت ہوتی تھی جو آج عائفہ نے بھی نوٹ کی تھی۔

"ہاں!! ہے مجھے خبر کہ یہ مر چکی ہے۔۔ مگر میں تم سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہ مری کیسے؟ تم نے مارا تھا نا؟" عائفہ سچ جانتی تھی، مگر اسکے الفاظ تحسین کو اندر تک ہلا گئے تھے۔

"ہاں میں نے مارا تھا اسے۔۔ مجھے اپنے کسی عمل پر ملال نہیں سوائے اسکے کہ غاضفہ میرے ہاتھوں جان سے گئی۔۔" اب کی بار عائفہ بری طرح چونکی تھی

"چونک گئیں نا!!! انٹیلیجنس آفیسر ہیں آپ اور خود پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ آپ نے جو معلومات نکلوائیں ہیں وہ سچ ہیں یا نہیں۔۔ جو خود پر اعتماد نہیں وہ مجھے کیا ہی سزا دے گا؟" تحسین نے ایک انداز میں طنز ہی کیا تھا

"تمہیں واقعی لگتا ہے کہ میں تمہیں سزا دینے آئی ہوں؟ ویل۔۔ سزا تو نہیں دونگی مگر میرے ہاتھ ایک رسی ہے تمہاری جسے میں آہستہ آہستہ کھینچوں گی اور تم اپنے ہر عمل پر ملال کرنے لگو گے۔۔" عائفہ کو اسکی بات کا برا لگا تھا مگر اسکے سامنے خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی

"حیرت ہے مجھے کہ آپ اتنا سب جانتی ہیں میرے بارے میں تو پھر یہ کیوں نہیں جانتیں کہ افسوس جیسا لفظ تحسین مراد کی ڈکشنری میں موجود ہی نہیں!!" اسکی پراعتمادی ایسی تھی کہ سامنے والا اسکی باتوں میں پھنس جاتا تھا

"اگر تم اریسٹ نا ہوتے تو کیا کرتے؟" عائفہ مزید بحث میں نہیں پڑنا چاہتی تھی اس لیے بات پلٹ دی۔ مگر وہ بھی تحسین مراد تھا۔

"ایک اور خون۔۔"

"کس کا؟"

"اپنے باپ کے اس دوست کا جنہوں نے انکی دوسری شادی کروائی تھی۔۔"

"فرض کرو اگر کچھ بھی برا نا ہوتا، تمہارا باپ دوسری شادی نا کرتا، تم لوگ آج ایک فیملی ہوتے، تو تم کیا ہوتے؟" ایک بے معنی سوال جسکی کوئی حقیقت نہیں تھی

"ایسا ہونا ناممکن تھا کیونکہ زندگی میں کبھی بھی سب کچھ پرفیکٹ نہیں ہوتا۔۔ اگر ہم ساتھ ہوتے تو کیا پتا مجھ میں کوئی اور برائی ہوتی۔۔" اسکی ہر بات عائفہ کو لاجواب کر رہی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ دس منٹ سے بیٹھی ہوں اور ایک بات جو میں نے جانی ہے وہ یہ ہے کہ تم برے انسان نہیں ہو بلکہ وقت اور حالات نے تمہیں مجبور کیا ہے۔۔" عائفہ اسے دیکھ کر مصنوعی ہمدردی سے بولی

"میری زندگی میں آج تک تین عورتیں آئیں۔ ایک میری ماں، دوسری انکی دوست سارہ خالہ اور تیسری انکی بیٹی غاضفہ۔۔ پر یقین کریں کہ ان میں سے کوئی بھی آپ کی طرح چال باز نہیں تھی۔۔" تحسین نے بہت سکون سے بولا جبکہ عاکفہ آگ بگولہ ہوگئی۔

"ہاں!! میں چالباز ہوں کیونکہ یہ میرا کام ہے۔۔ مجھے ایسا کرنا پڑتا ہے اگر نا کروں تو میں اپنی نوکری گنوا بیٹھوں گی!!" اس سے مزید برداشت نا ہوا

تحسین کچھ دیر کو چپ ہوا اور اسکا جائزہ لیا۔ وہ لٹ اب بھی اسے بار بار تنگ کررہی تھی۔ کچھ دیر نظر دوڑانے کے بعد اس سے بولا

"آپکو یہ پوسٹ کیسے مل گئی؟؟ کوئی سورس لگوائی تھی کیا کیونکہ آپکی قابلیت تو بالکل بھی ایک انٹیلیجنس آفیسر کی پوسٹ کو گوارا نہیں کرتی۔۔۔" تحسین کی طرف سے ایک اور طنز۔۔ اب عاکفہ کی برداشت سے باہر ہوگیا تھا

"مسٹر تحسین مراد!! تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟ اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے تنگ آکر یہ کیس چھوڑ دونگی تو یہ تمہاری بھول ہے!! میں تمہیں پھانسی کے پھندے پر دیکھنا چاہتی ہوں تاکہ ہر اس شخص کو انصاف ملے جو تمہارے ہاتھوں قتل ہوا ہے!!" وہ کرسی سے اٹھ چکی تھی

تحسین ہلکا سا مسکرایا۔ وہ پہچان چکا تھا کہ عاکفہ ایک سیلف آبسیسڈ لڑکی ہے اور اگر نا بھی ہوتی تو بھی تحسین مراد کو لفظوں کا کھیل آتا تھا۔ اور پھر ایک قابل انسان کی کمزوری یہی ہوتی ہے کہ اسکی قابلیت پر شک کیا جانے لگے۔

"مس عاکفہ ایک شرط ہے میری آپ اگر قبول کریں تو میں مان جاونگا کہ آپ واقعی ایک قابل آفیسر ہیں۔۔"اب وہ اسے باتوں میں پھنسا رہا تھا کیونکہ اسے اتنا اندازہ تو ہو چکا تھا کہ وہ آرام سے پھنس جائے گی۔

"بولیں کیا شرط ہے آپ کی؟؟"عاکفہ دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی

"آپ اپنے کام سے غداری کر کے مجھے یہاں سے نکالیں گی اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ مجھے کسی دوسرے ملک پہنچانے کا انتظام بھی کریں گی۔کہیں منظور ہے؟"تحسین نے اسکی آنکھوں میں جھانکا

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہارا ساتھ دونگی؟"

"کیونکہ آپ ایک سمجھدار انسان ہیں اور ظاہر سی بات ہے کہ آپ اپنی جاب سے زیادہ جان عزیز رکھیں گی۔۔"

" تم ایک انٹیلیجنس آفیسر کو دھمکی دے رہے ہو۔۔"عاکفہ نے جتایا

"جی نہیں!بلکہ میں ایک عام سی لڑکی کو اسکی زندگی بچانے کا موقع دے رہا ہوں۔"

"تم ٹارچر سیل میں ہو۔۔کیسے ماروگے مجھے؟"

"میرے لیے قتل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔۔ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آپ واپس جانے کے لیے مڑیں اور میں آپ کا گلا دبا دوں۔پھر کسی اور کو میرا کیس دیا جائے اور وہ مجھے پھانسی کے پھندے پر چڑھا دے اور پھر اسکی پروموشن کردی جائے۔مگر نقصان کس کا ہوگا؟؟آپ کا!پہلا نقصان یہ کہ آپ کی جگہ کوئی اور پروموشن حاصل کر لے گا۔۔دوسرا نقصان یہ کہ آپکی مجھے پھانسی کے پھندے تک

پہنچانے کی خواہش کسی اور کے حصے چلی جائے گیا اور سب سے بڑا نقصان کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گی۔۔"وہ تحسین مراد تھا، اسکی دھمکی بھی عجیب ہی تھی۔

"اور تم یہاں سے نکل کر اپنے باپ کے دوست کو مارو گے۔۔رائٹ؟"عائفہ نے اس سے کنفرم کرنا چاہا

"جی نہیں۔۔میں یہاں سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے آپ کو ماروں گا تاکہ میرے پیچھے میرا کوئی سراغ نا بچے۔۔"تحسین کی باتیں ایسی تھیں کہ عائفہ مسلسل پھنستی جارہی تھی

"میں ہار مانتی ہوں اور اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ تم سے کوئی نہیں جیت سکتا!!اب بتاو میں کیسے مدد کر سکتی ہوں تمہاری؟"نجانے کیا سوچ کر عائفہ ان سب کے لیے تیار ہوگئی تھی۔

"بس مجھے یہاں سے آزاد کردو۔اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو میں آپ کو زندہ چھوڑ دونگا۔۔"تحسین گویا احسان کررہا تھا

"تمہارا غلط کام میں ساتھ دینے کے بعد میں اس دنیا میں مزید نہیں رہنا چاہوں گی۔کیونکہ جو شخص ایک بار غلط کرتا ہے تو اسے بار بار غلط کرنے کی عادت ہوجاتی ہے اور میں اتنے بوجھ کے ساتھ خدا کا سامنا نہیں کر پاونگی۔۔"وہ واقعی میں ہار مان چکی تھی

"ٹھیک ہے جیسی آپ کی مرضی۔۔"تحسین نے فقط اتنا ہی کہا اور عائفہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی

"اس لٹ کو یونہی چھوڑ دیں۔۔اچھی لگ رہی ہے۔۔"اس نے تبصرہ کیا جس پر عائفہ بغیر مسکرائے مڑ گئی۔

"ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آپ واپس جانے کے لیے مڑیں اور میں آپ کا گلا دبا دوں۔"

اسے بے اختیار تحسین کا جملا یاد آیا۔ وہ سر جھٹک کر چلی گئی جبکہ تحسین نے نظریں میز کی طرف کرلیں جہاں اب بھی غاضفہ ملک کی ہنستی مسکراتی تصاویر موجود تھی۔۔

تحسین مراد کی شخصیت کے پیچھے تین عورتیں تھیں۔ اسکی ماں، اسکی خالہ اور غاضفہ ملک۔ اس کے لیے یہ تینوں کافی تھیں۔ اس نے کبھی کسی مرد ذات کو خود کے پیچھے کھڑا نا پایا۔ باپ کی شفقت سے وہ بچپن میں ہی دور ہوگیا تھا۔ اسکا کوئی دوست بھی نا تھاسوائے غاضفہ کے۔ اس نے زندگی میں جتنے بھی مرد دیکھے تھے وہ سارے خودغرض تھے شاید اسی لیے وہ خود بھی پتھر بن گیا تھا۔۔

رات نے چاروں طرف جال بچھا رکھے تھے۔ فلک پر موجود پورا مہتاب اور لعل و گہر بھی پوری آب و تاب سے چمک رہی تھے کہ یہ ماہ کامل کی رات تھی۔

اس حسین منظر کو یہیں روک کر کچھ دیر کے لیے اس تاریک سیل میں آتے ہیں۔ آج وہاں تحسین مراد نہیں موجود تھا۔ نیچے سیمنٹ کے کچے فرش پر اسکی اسکیچ بک اور پینسل پڑی تھی جبکہ اسکیچ بک کے ساتھ ایک کاغذ بھی رکھا تھا۔ ہاں! وہ وہی **'خونی کاغذ'** تھا جسکی شروعات **'آدم کی موت'** سے ہوئی تھی اور اسکا اختتام **'تحسین مراد'** پر ہوا تھا۔

اس پرچے پر آخری سطر شاید تحسین کے لہو سے لکھی گئی تھی۔ جب وہاں کا ملازم کھانا لے کر آیا تو شاک ہوگیا کہ وہاں تحسین نا تھا۔ اس نے باقی لوگوں کو بھی بلایا غرض کہ پوری ٹیم جمع ہوگئی۔ ایک آفیسر نے خونی کاغذ اٹھایا اور اسے پڑھا۔ آخری سطر کچھ یوں تھی:

"میں تحسین مراد! ایک ایسی جگہ جارہا ہوں جہاں سے تم لوگ مجھے کبھی واپس نہیں لا سکوگے۔۔ میری تلاش چھوڑ دو میں اب تمہارے ہاتھ نہیں لگونگا۔۔"

وہ سارے کنفیوز تھے کہ اگر وہ مرچکا ہے تو اسکی لاش کہاں ہے اور ان سب کے دوران انہوں نے دھیان ہی نا دیا کہ انکے درمیان عاکفہ نہیں تھی۔

ان سب نے یہ کیس ختم کردینے کا فیصلہ کیا۔ اور اگلے ہی دن عاکفہ نے ریزائینیشن لیٹر آفس بھجوا دیا جس پر خاصے حیران ہوئے۔ ناجانے کیا سوجھی تھی کہ ان کے ہیڈ نے خونی کاغذ پر موجود خون کا ڈی-این-اے کروایا۔

اور جو بات ان سب کو حیران کرگئی تھی وہ یہ تھی کہ تحسین کے پیغام کو جس خون سے لکھا گیا تھا وہ لڑکی کا تھا!

تحسین کہاں گیا؟

عاکفہ کہاں ہے؟

وہ خون کس لڑکی کا تھا؟

بہت سے سوالات انکے ذہن میں آئے پر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کرسکتے تھے۔

یہ کیس ادھورا ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسے پورا کرنے کا جواز نہیں بنتا تھا۔ سب کچھ نارمل ہوچکا تھا۔ پر سب کچھ ہمیشہ پرفیکٹ نہیں ہوتا۔۔

رات کے اس پہر بھی اٹلی کے ائیر پورٹ پر خاصا رش تھا۔ کچھ اپنے پیاروں کو خدا حافظ کہہ رہے تھے تو کسی کو انکے گھر خوش آمدید کہا جارہا تھا۔ وہ آس پاس نظریں دوڑاتا کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اچانک اسکے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔ وہ پلٹا تو سامنے ایک تیس پینتیس سالہ مرد سوٹ بوٹ میں کھڑا تھا۔ حلیہ تو اسکا بزنس مین والا تھا مگر تصویر کا دوسرا رخ کس نے دیکھا تھا؟

"Mr. Murad!!I am a asisstent of Mr. Barek..Come with me he's waiting for you"!!

وہ ایک جملہ کہتا واپس مڑا۔ پیچھے وہ بھی اسکے نقش قدم پر چل دیا۔

جس جگہ وہ کھڑا تھا وہاں چاروں طرف قبر سی خاموشی تھی۔ اچانک گولی کی آواز سے ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا۔ آس پاس موجود پرندے سہم کر اڑ گئے۔ ایک گولی کے بعد پھر سے وہی خاموشی ہر جانب پھیل چکی تھی۔ اب آہستہ آہستہ کسی کے بوٹ کی آواز آرہی تھی۔ جب وہ دور چلا گیا تو پھر سے سب کچھ ویران ہوگیا۔ آج ایک بار پھر سے جرم تکمیل پایا تھا۔۔

انسان ہر اچھے اور برے کام کا عادی ہوجاتا ہے۔ مگر برے کاموں کی لت بہت پکی ہوتی ہے۔ تب تک جب تک ہم سچے دل سے توبہ نا کرلیں۔ انسان برے کام تو چھوڑ سکتا ہے مگر پھر برے کام اسے نہیں چھوڑتے۔ وہ اسکا پیچھا کرتے ہیں۔۔ آہستہ آہستہ ہمیں احساس ہوجاتا ہے اور پھر ہمیں اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں سیاہ کاریوں کی شکل میں دکھنے لگتی ہیں جو ہماری زندگی اور موت دونوں برباد کردیتی ہیں!!!

برے کاموں کو روکا نہیں جاسکتا۔۔یہ ہمیشہ چلتے رہتے ہیں۔ اگر کسی کو قابو کیا جاسکتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ان کاموں میں پڑنے سے۔ سیاہ کار آدمی دنیا میں خود کو بالاتر سمجھتا ہے مگر آخرت میں خدا کے سامنے نادم ہوتا ہے۔ سب لوگوں کو انکے کیے کی سزا اس دنیا میں نہیں ملتی۔ کچھ لوگ جہنم کی آگ کی بھی تیاری کررہے ہوتے ہیں۔۔۔

ختم شد۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احبابــــ۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----